پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی

العلامہ الشیخ مصطفیٰ الزرقاء الحنفیؒ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳ر جولائی ۱۹۹۹ء عالم اسلام کے مشہور حنفی عالم الشیخ مصطفیٰ الزرقا سعودی عرب کے دار الحکومت الریاض میں انتقال کر گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

شیخ مصطفیٰ الزرقاء شام کے مشہور شہر حلب میں ۱۳۲۲ء یعنی ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان فقہ حنفی کا خادم کہلاتا تھا۔ شیخ کے والد الشیخ احمد الزرقاء (م ۱۳۵۷ھ) نے فقہ حنفی کی بے مثال خدمت کی۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ایک طویل عرصہ تک فقہ حنفی کی تدریس کی بلکہ ”شرح قواعد المجلہ“ تحریر کر کے فقہ حنفی کی خاطر خواہ خدمت انجام دی۔ ان کے دادا الشیخ محمد الزرقاء اپنے دور کے مشہور فقیہ تھے۔ کثیر علماء ان سے فیض یاب ہوئے۔ وہ فقہ حنفی کی معروف کتاب حاشیہ ابن عابدین کا درس دیتے تھے۔ الشیخ علی طنطاوی شام کے اس خانوادہ کو ”سلسلہ ذھب“ کہا کرتے یعنی ”سونے کی چین“ یا سنہری لڑی۔

الشیخ مصطفیٰ بلا کے ذہین تھے۔ ان کی فکر واسع اور خیالات روشن تھے، قوت حافظہ انہیں عطیہ خداوندی خصوصی طور سے عطا ہوئی تھی، وہ ہمیشہ فقہی معاملات میں آسانی (یسر) کا پہلو مد نظر رکھتے تھے۔ اور تنگی (عسر) کو قریب نہیں آنے دیتے تھے۔ ان کی گفتگو میں شرینی اور لب و لہجہ میں عجیب چاشنی تھی۔ وہ اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو جلد ہی اپنا گرویدہ بنا لینے کا فن جانتے تھے۔

الشیخ مصطفیٰ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی شہر حلب میں اپنے والد گرامی اور دیگر اہل علم سے حاصل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف، بلاغہ، ادب اور دیگر معقولات و منقولات میں قدیم طرز پر ید طولی حاصل کیا۔ انکے اساتذہ میں خود انکے والد گرامی الشیخ احمد الزرقاء معروف محدث و مورخ الشیخ محمد راغب الطباخ، مشہور مفسر و متکلم الشیخ محمد الحنفی (م ۱۳۴۲ھ) الشیخ محمد النجیب المطیعی مفتی مصر، اور الشیخ محمد عبدہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔--- دینی تعلیم کی تکمیل کیساتھ ساتھ شیخ نے دنیاوی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ چنانچہ حلب کے سرکاری اسکول ”المدرسہ الخسرویہ میں ابتدائی تعلیم مکمل کے ساتھ ہی ساتھ فرانسیسی زبان پر عبور حاصل کیا۔ ملی

اے کا امتحان انہوں نے اپنے دوست اور معروف عالمی شخصیت ڈاکٹر معروف الدوالیبی کے ساتھ دیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ پھر وہ جامعہ سوریہ اور جامعہ دمشق (دمشق یونیورسٹی) میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے داخل ہوئے جہاں سے انہوں نے بیک وقت صبح و شام کی کلاسیں اٹینڈ کر کے آداب، قانون اور شریعت میں ایم اے کیا۔ یوں الشیخ مصطفیٰ الزرقاء بیک وقت تین مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے یعنی شریعت، آداب اور قانون۔

ابتداء میں شیخ نے اپنے مدرسہ "المدرسۃ الخسرویہ" سے تدریس کا آغاز کیا جہاں آپ فقہ اصول فقہ اور آداب کے مضامین پڑھاتے تھے۔ پھر آپ اپنے والد گرامی کی جگہ سرکاری اداروں میں تدریس فرمانے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ حلب کی جامع مسجد میں آپکا حلقہ درس شروع ہوا۔ علاوہ ازیں آپ نے عدالت میں پریکٹس شروع کی اور دس برس تک ملکی اور فرانسیسی عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کی۔ ۱۹۴۴ء میں دمشق کے لاء کالج میں استاذ مقرر ہوئے جہاں آپ نے ۱۹۶۶ء تک تدریسی خدمات انجام دیں اور چیرمین شعبہ قانون کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ لی۔

۱۹۵۴ء میں جب یونیورسٹی میں کلیہ شریعہ قائم ہوا تو اس وقت اس کے ڈین جناب ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی نے آپ کو تدریس کی دعوت دی۔ ازاں بعد آپ فقہ اسلامی کے انسائیکلوپیڈیا (موسوعۃ الفقہ الاسلامی) کی ترتیب و تدوین کے لئے قائم کی گئی کمیٹی کے سربراہ ہوئے۔

۱۹۶۶ء میں کویت کی وزارت اوقات و مذہبی امور نے آپ کو فقہ اسلامی کے ماہر (Ex-pert) کے طور پر منتخب کیا۔ آپ نے ایک ایسے جامع انسائیکلوپیڈیا کی بنیادیں استوار کیں جو آٹھ فقہی مذاہب پر مشتمل ہو، مگر وزارت اوقاف نے کام کے بہت بڑھ جانے کے اندیشہ کے پیش نظر اسے مذاہب اربعہ تک محدود کر دیا۔ ۱۹۷۱ء میں اردن یونیورسٹی نے آپ کو کلیہ الشریعہ میں تدریس کی پیشکش کی جسے قبول کرتے ہوئے آپ نے ۱۸ برس خدمات انجام دیں۔ اس عرصہ میں طلبہ کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے فقہ اسلامی حاصل کی اور فقہ کی دنیا میں شیخ کے تلامذہ کی کثرت نے عالم اسلام میں ہلچل پیدا کر دی۔ علامہ یوسف القرضاوی کہتے ہیں کہ انہوں نے الشیخ مصطفیٰ الزرقا کو مصر کے ایک رسالہ کے ذریعہ جانا جو شیخ حسن البناء نے اپنے آخری آخری دور میں

"الشہاب" کے نام سے جاری کیا تھا۔ پھر اس رسالہ کی جگہ "المنار" نے لے لی جس کے ایڈیٹر شیخ محمد رشید رضا تھے۔ الشیخ مصطفیٰ الزرقاء نے تدریس کیساتھ ساتھ تحریر پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ کے قلم کا شاہکار درج ذیل تحریریں ہیں۔

الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید' المدخل الفقہی العام' المدخل للنظریہ العامۃ للالتزامات فی الفقہ الاسلامی۔ احکام الاوقاف' العقود المسماۃ فی الفقہ الاسلامی' الفعل الضار والضمان فیہ' صیاغہ شرعہ لنظریہ التعسف فی استعمال الحق' عظمۃ محمد مجمع العظمات البشریہ' نظام التامین' الاستصلاح والمصالح المرسلۃ فی الفقہ الاسلامی' فی الحدیث النبوی' الفقہ الاسلامی ومدارسہ' العقل والفہم فی السنہ للنبویہ فتاویٰ مصطفیٰ الزرقاء۔

الشیخ مصطفیٰ کی درج بالا تحریریں وہ ہیں جو چھپ چکی ہیں۔ غیر مطبوعہ تحریریں انکے علاوہ ہیں اور مختلف رسائل و اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں۔ شیخ کی تحریریں قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہیں۔ انکا طرز استدلال گو قدیم ہے مگر انداز بیاں و اسلوب تحریر جدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں سے عدلیہ کے قاضی اور جامعات کے طلبہ و عوام یکساں مستفید ہو رہے ہیں۔

قاضی عبدالقادر نے آپ کی کتاب "الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید" کی بڑی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک خواب تھا جسے شیخ مصطفیٰ نے حقیقت بنادیا۔

شیخ کی فقہی خدمات کے اعتراف کے طور پر انکی کتاب "المدخل للنظریہ العامہ للالتزامات فی الفقہ الاسلامی" کے منظر عام پر آنے کے بعد انہیں سعودی حکومت نے انٹرنیشنل کنگ فیصل ایوارڈ ۱۴۰۴ھ عطا کیا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایک متصلب حنفی ہونے کے باوجود مذاہب ثالثہ باقیہ کے پیروکاروں کے لئے بھی قابل قبول تھے۔

شیخ مصطفیٰ الزرقاء نے سوریہ اور مصر میں "عائلی قوانین" یا فیملی لاز کی تقنین جدید کے لئے کام کیا اور سرکاری سطح پر اس مقصد کیلئے قائم کی گئی کمیٹیوں کے ممبر کی حیثیت سے فعال کردار ادا کیا۔ شیخ کو عالم عرب میں "جدید افکار کا مالک" عالم تصور کیا جاتا تھا۔ انہوں نے بعض فقہی

معاملات میں اہل علم کے قدیم موقف سے اختلاف بھی کیا۔ جسے بعض لوگوں نے انحراف کا نام دیا۔ مگر شیخ اپنے موقف پر آخر دم تک قائم رہے۔ انکے معروف تفردات یا منفرد فقہی آراء میں سے ایک مسئلہ سود کا ہے۔ انکے خیال میں شخصی قرضوں پر زیادہ رقم کی وصولی سود ہے۔ مگر کاروباری قرضوں پر زیادتی سود کے زمرے میں نہیں آتی جبکہ اس کی مقدار اتنی ہی ہو جتنی کہ ان قرضوں کی وصولی اور انکے حساب کتاب رکھنے کے لئے قائم کئے گئے ادارہ (بینک یا مالیاتی ادارہ) پر اٹھنے والے اخراجات کی ہے۔ ان کی رائے میں بینک یا کوئی بھی مالیاتی ادارہ جب کسی کو بڑی رقم قرض پر دیتا ہے اور پھر اس کی وصولی میں ایک طویل مدت لگتی ہے اور وہ واپس بھی اقساط کی صورت میں ہوتا ہے۔ تو اس کیلئے بینک یا ادارہ کو ملازمین رکھنا ہونگے اور ان ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر دفتر اخراجات وغیرہ کوئی بینک ادارہ خود برداشت نہیں کریگا بلکہ اسی سے لے گا جس نے قرض حاصل کیا، چنانچہ اگر اس مقدار میں وصول کیا جائے جس مقدار میں خرچ ہوا تو یہ سود کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ بلکہ حق الخدمت (Service Charges) کے زمرے میں آئیگا۔ اور اگر اس سے زیادہ وصول کیا تو سود ہوگا۔ (فتاویٰ الشیخ مصطفیٰ الزرقاء، ص ۶۸۰)

ایک اور مسئلہ جس میں شیخ باقی علماء سے منفرد ہیں، بعض کاروباری اداروں کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والی انعامی اسکیمیں ہیں جن میں خریداروں کو بعض اشیاء کی خریداری پر بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ شیخ کا موقف یہ ہے کہ اگر انعام کی رقم معمولی ہو تو یہ محض خریداروں کو مال کی خریداری کی رغبت دلانے کا ایک طریقہ ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان انعامات کی مقدار یا مالیت زیادہ ہو جیسے 'کاریں' وغیرہ انعام میں رکھنا تو یہ حرام ہے۔ کیونکہ اسمیں دھوکہ ہے۔ تاجر کبھی بھی اپنی جیب سے کار خرید کر کسی کو نہیں دیتا۔ بلکہ وہ اس کار کی قیمت اپنے مال کی اصل قیمت میں ذرا سی بڑھا کر خریداروں سے ہی وصول کر لیتا ہے۔ مگر تاثر انعام کا دیتا ہے۔ جس میں متعدد لوگوں کو خریداری محض انعام کے لالچ میں اصل قیمت سے زائد پر کرنا پڑتی ہے اور انعام کا فائدہ کسی ایک کو پہنچتا ہے۔ اسمیں قمار (جوا) بھی ہے جبکہ معمولی انعامات جو ہر ایک کو کسی چیز کی خریداری پر ملتے ہیں ان میں ہر خریدار سے وصول کی گئی زائد رقم ہر ایک کو بصورت

انعام واپس مل جاتی ہے، چنانچہ یہ جائز ہے۔

شیخ کا ایک اور تفرد رویت ہلال کے سلسلہ میں بصری شہادت کی بجائے فلکی حسابات سے ثبوت رویت کا ہے۔ انہوں نے اپنا یہ موقف متعدد مرتبہ فقہی کانفرنسوں اور فقہی مجالس میں پیش کیا جسے قبول نہیں کیا گیا۔ موتمر عالم اسلامی کے مجمع الفقہی نے ان کی رائے کو تفصیل سے سننے کے بعد رد کر دیا۔ دوبارہ کسی اور نشست میں ان کی رائے پیش ہوئی مگر دوسری مرتبہ بھی مجمع الفقہی کے ممبران کی اکثریت نے ان کے موقف کو کثرت رائے سے مسترد کر دیا۔ اور یہ طے کیا کہ رویت ہلال میں فلکی حسابات پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ بصری شہادتوں کی بناء پر ہی رویت کا فیصلہ ماہ بماہ کیا جائے گا جیسا کہ سلف صالحین کا معمول رہا ہے۔

الشیخ مصطفیٰ کی تحریروں کی ایک خوبی یہ ہے کہ انہوں نے فقہی مباحث کو ادب کی زبان دی ہے۔ چونکہ وہ ایک عالم ہونے کیساتھ ساتھ ایک اچھے ادیب بھی تھے۔ اسلئے ان کی عبادات فقہی مسائل و معاملات کا بیان اور ادب کی زبان لئے ہوئے ہوتی تھیں۔

الشیخ مصطفیٰ الزرقاء نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا۔ چنانچہ دو مرتبہ وہ حلب کے شہری حلقہ سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور انہیں شامی حکومت میں ایک بار وزیر عدل اور دوسری روزارت اوقاف کا قلمدان سونپا گیا۔ انہوں نے اپنے دور وزرات میں حکومتی سطح پر اصلاحات کی بھرپور کوشش کی اور اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے وزارت عدل دو وزرات اوقاف میں اہل علم کے لئے متعدد مواقع خدمت نکال کر ذی استعداد افراد کا تقرر کیا۔ شامی علماء کا ایک طبقہ ان کے ایوان اقتدار میں داخل ہونے پر ان سے خفا تھا۔

الشیخ مصطفیٰ الزرقاء کے انتقال پر عرب جرائد و مجلات میں جو مقالات شائع ہوئے ہیں ان میں الشیخ یوسف القرضاوی، ڈاکٹر محمد علی الہاشمی، احمد الغیث، اور محمد بن عبدالرحمان الحبیب کے مضامین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عالم اسلام کیلئے شیخ کی خدمات بلاشبہ تادیر یاد رکھی جائیں گی۔

انکی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پر ہونا خاصا دشوار ہے۔